



The Ven'ble Archdeacon Ihsan Ullah

Master Builder of the Panjab Church

کلیسیائے پنجاب کا دانا معمار

آرچ ڈیمن احسان اللہ

مصلحت

پوری دھڑ دھڑ ایم اے ایف آر اے ایس مائنس
سابق کینن ماہور گھنٹیل ڈارچ ڈیمن امرتسر اور پین

پنجاب ریجنل سوسائٹی

انارکلی - لاہور

۱۹۵۹ء

پرنٹنگ

ہمارا خدا ہی ہے پر جو باتیں ظاہر کی گئی ہیں وہ ہمیشہ تک ہمارے اور ہماری اولاد کے لئے ہیں تاکہ ہم ان سب باتوں پر عمل کریں۔ (استثنا ۲۹: ۲۹)۔ اُن کا حقیقی مقصد یہی ہے کہ کلیسیا کی بے رحمتی دور ہو جائے اور پنچاب کے مسیحی خوابوں سے بیدار اور حساس ہو کر اپنی کلیسیائی اور تبلیغی ذمہ داریوں کو مکمل طور پر جان کر اپنی مہنتی کے اصل مدعا اور غرض کو پورا کریں۔ اس لحاظ سے فردوس مکانی پادری صاحب مرحوم کا تعمیری کلام آئیسوی صدی کے آخری نصف اور بیسویں صدی کے پندرہویں کی تاریخ کلیسیائے پنچاب کا ایک باب ہے جو زمانہ کی تیز رفتاری اور خیرہ اندازی کے باوجود بے مروتی اور بے مہری کی ہواؤں سے بے نیاز ہے۔ کیونکہ پنچاب کی کلیسیا مسیح کا وہ خطا ہے جو عرض آستیانی نے ”سیاہی“ سے نہیں بلکہ زندہ خدا کی روح سے، پتھر کی تختیوں پر نہیں بلکہ گوشت کی یعنی دل کی تختیوں پر لکھا ہے۔ (۱ کورنثی ۳: ۱۴)۔ وہ ایک ایسی عمارت ہے جس کو اس دانا مہار نے دھڑلے اور نیکیوں کی نیو پر جس کے کونے کے سرے کا پتھر خود مسیح ہے، تعمیر کیا ہے۔ (افسی ۲: ۲۰)۔

فردوس مکانی کے وصال کے بعد اُن کے عقیدت مندوں نے مجھے خطوط بھیجے جن میں اُن کی زندگی کے چند واقعات لکھے تھے لیکن اُن خطوط کا بیشتر حصہ اس بات پر ختم تھا کہ کس طرح خدا نے اُن کی زندگیوں کو مرحوم کے ذریعہ تیدیل کر دیا تھا۔ یہ خطوط میرے پاس رابع صدی سے محفوظ پڑے ہیں اور اُن میں سے چند مقامات کا اقتباس اس کتاب میں کیا گیا ہے۔ اُن کے لکھنے والے ابرار مند اب خود داخل فردوس ہو گئے ہیں۔ جب میں ہولی ٹریسٹی چرچ لاہور کا (۱۹۳۶ء تا ۱۹۳۷ء) پاسٹر تھا تو فردوس مکانی قبلہ پادری رحمت مسیح صاحب واعظ نے کئی بار مجھے تاکید کیا کہ عرض آستیانی کے سوانح حیات لکھو بلکہ ایک

موقعہ پر تو آپ نے یہاں تک لکھا ”تم عجیب ناخلف لڑکے ہو۔ کتابوں پر کتنے کھینچ جا رہے ہو لیکن اپنے حقیقی تایا صاحب کی حیات لکھنے کا نام نہیں لیتے۔“ ع آستانہ برآمد از چمن چھ تو ادھر بھی ”لیکن میں مجبور تھا۔“ فرایض منصبی اور عیدم القصدی نے لہذا ہر نہ دی کہ اس سے پہلے یہ کتاب لکھوں۔ اب جو میں خود مشن کی خدمت سے سبکدوش ہو گیا ہوں میں نے پہلی فرصت میں یہ بے تکلف اور بے ساختہ تصویر کشی ہے۔ اغلب ہے کہ میرے الفاظ کی خامی اور عبارت کی کج ادائیگی وجہ سے یہ تصویر با عظمت دکھائی نہ دے لیکن حلقہ مکانی کی زندگی کی گہرائی سب کی نگاہوں کو کھینچنے والی تھی ع بلو صاحب معنی را، رنگ اصحاب صورت را۔ کیونکہ اُن کی مانیت نے اُن کے مسیح کی لافانی دلپذیری کا جامہ پہنا ہوا تھا۔

ایک لحاظ سے اچھا ہوا جو یہ کتاب عرض آستیانی کے وصال کے خربہا تیس برس بعد لکھی جا رہی ہے کیونکہ نزدیک کے واقعات کو فوراً قلمبند کرنے میں یہ خدشہ لاحق ہوتا ہے کہ او طلب جذبات کے تنازعہ مہرے کی وجہ سے واقعات کو مبالغہ اور رنگ آمیزی سے پیش کیا جائے لیکن صحیح اندازہ کے لئے جوش اور ہوش کا اعتدال ضروری ہے جس طرح پہاڑ کی چوٹی کی برف کے منظر کا لطف تب ہی حاصل ہوتا ہے جب اس کو قاصد سے دیکھا جائے اسی طرح کسی شخص کی زندگی کی عظمتوں کی اصل اہمیت اور اس کا صحیح تاریخی مقام صرف تب معلوم ہو سکتا ہے جب اُس کی وفات کو کم از کم رابع صدی کا عرصہ ہو جائے۔ تب تاریخ اُس کی زندگی کے صحیح مقام کی نسبت اپنی صاحب رائے دے سکتی ہے۔ اس دنیا میں بہتیری تعلیم شخصیتیں گدھ جی ہیں لیکن تاریخ اُن کی طرف سے بے نیاز رہی ہے

بس نامور بریر زبیں دفن کردہ اند
کہ ہستیش بروئے زبیں یک نشان ماند

[illegible]

[illegible]

14

احسن انگریزی تحصیل کا سہولتی قاعدہ جس کے تحت کسی بھائی یا بہن کی تعلیم کے لئے جو رقم ان کے پاس نہ ہو اس رقم کو ان کے والدین یا دیگر رشتہ داروں کے پاس سے بطور قرضہ لینا جائز ہے۔

[illegible][illegible]

ہو گئے ہیں۔ آپ کی خاطر ہم کو منظور تھی اس واسطے ہم نے ابھی تک اُس کو کچھ نہیں کہا لیکن اُس کی زبان بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ ہر چھوٹے بڑے کو چیلنج دیتا پھرتا ہے۔ پہلے حسین بخش عیسائی ہو گیا پھر اُس کے بیٹے پوتے عیسائی ہو گئے وارث عیسائی ہو گیا۔ وارث کے گناؤں کے لڑکے عیسائی ہو گئے ہیں اور ہر ہے ہیں اور اب جناب کے لڑکے نے ہر جگہ اودھم مچا رکھا ہے۔ آپ ہی بتلائیں کہ ع کیونکر بچھے گی آگ یہ گھر گھر لگی پڑی

اگر ہمیں جناب کا لحاظ نہ ہوتا تو ہم اس کو دو دن میں سیدھا کر لیتے اور یہ ایک مٹی کا دو گوش اُس کو برادری سے خارج کر دیتے۔ اُس کو بھی ہوش آجاتی ہے جناب نے اُن کو جواب دیا کہ میں نے اُس کو بہتیرا سمجھا یا ہے لیکن وہ اپنے ارادے کا پکا ہے وہ نہیں مانتا اور نہ کبھی مانیکا۔ اُنہوں نے کہا پھر بہتر ہے کہ آپ اُس سے مست ہزار ہو جائیں جناب کے سینہ سے ایک آہ نکلی وہ آپ نے کہا میں آخرت کو اس دُنیا پر اور اپنے پملو گھے کی محبت پر ترجیح دیتا ہوں، آپ نے احسان کو ان باتوں کی خبر دی۔ اُس نے جواب میں کہا کہ جناب میں بھی آخرت کو اس دُنیا پر ترجیح دیتا ہوں اور اسی واسطے سب کچھ چھوڑ کر اور آپ کی ماں کی اہل بھائیوں، رشتہ داروں اور عزیز و اقارب کی محبت سے منہ موڑ کر عیسائی ہوتا ہوں۔ لیکن آپ اس بات کا یقین رکھیں کہ میں آپ کا وہی تابع دار بیٹا ہوں اور تا عمر آپ کا اور ماں کا فرماں بردار رہوں گا۔ باپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ ماں دھڑلے مار کر رونے لگی اور احسان سے لپٹ گئی۔ گہرا مچ گیا۔ وہ بھی رونے لگا۔ بہنیں رحمت علی اور محسن علی سب کے سب زوار زار رونے لگے۔ آخر باب نے کہا کہ جب تو ہماری بات نہیں مانتا تو جو تیری مرضی ہے کر لیکن عیسائی ہو کر تو گھر میں نہیں رہ سکتا۔ برادری تجھ کو خارج کر دینی اور تو کیس کا نہ رہ سکا

احسان نے ایک آہ بھر کر کہا ع ماٹھا دار ہم دما را ناخدا در کار نیست۔ وہ گھر سے نکل کر سیدھا بیٹ من صاحب گئے پاس گیا اور اُن کو تمام حالات بتلائے اور کہا کہ آپ میں بپتسمہ پانے کو تیار ہوں۔ پس ۲۱ اپریل ۱۹۷۷ء کے روز پادری بیٹمن نے احسان علی کو تارہ وال کے گرجا میں بپتسمہ دیا۔ اُس کا مسیحی نام احسان اللہ رکھا گیا۔

باب سوم بٹالہ اور رتھوں کے ایام

بپتسمہ پانے کے بعد احسان اللہ تارہ وال سے براہِ جسطرہ نکلے کی۔ میعاد دی۔ ڈیرہ بایانا تک پہنچا۔ بٹالہ کا نام لے کر چل پڑا۔ اُس کی قوم نے اُس کا مقابلہ کر دیا تھا۔ ماں باپ، بھائی بہن اور عزیز سب بھاگے ہو گئے تھے لیکن اُس کا دل اطمینان سے پر ہو خوشی سے معمور تھا۔ اُس کا مستقبل تاریک تھا لیکن اُس کے ایمان کا نور اُس کے پاؤں کا چراغ اور اُس کے راہ کی روشنی تھا۔ اب وہ بیس سالہ نوجوان تھا اور اُس کو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جس طرح خدا نے حضرت ابراہیم کو کہا تھا کہ ”تو اپنے وطن اور ناطے داروں کے پیچھے اور اپنے باپ کے گھر سے الگ رہا۔ میں تجھے برکت دؤں گا“ اسی طرح خدا نے اُس کو بھی اپنے وطن اور رشتہ داروں اور اپنے باپ کے گھر سے نکالا ہے اور وہ ضرور

ان ایام میں میاں احسان اللہ صاحب کے چند دوستوں نے آپ کو صلاح دی کہ آپ سرکاری نوکری اختیار کر لیں اور سکول کے کام کو چھوڑ دیں۔ انہوں نے کہا کہ آج کل اسٹرنس پاس آدمی ملتے کہاں ہیں؟ گورنمنٹ ایسے لوگوں کو جلدی جلدی ترقی دے رہی ہے۔ آپ کا مرتبہ اعلیٰ ہوگا۔ تنخواہ نسبت معقول ہوگی۔ منشی کا بھی انتظام ہوگا۔ آپ کو سکول کے کام میں شوق اچھی تنخواہ ملیگی اور منشی آپ کی عزت بھی اتنی دہوگی۔ دیکھیں بالواسطہ کمال کارا جو سرکاری نوکری میں مل گیا ہے اور آپ سے کہ وہ کسٹراسٹنٹ کسٹمر کسی دن ہو جائے گا۔ آپ نے جواب دیا کہ مجھے دولت، عزت، جہان و ثروت نہیں چاہئے بلکہ حق و قسط ہے کہ میں سکول میں پڑھتا بھی نہیں چاہتا۔ جب احباب نے گوجھا کہ آخر آپ کیا کرنا چاہتے ہیں تو انہوں نے جواب دیا کہ میں اپنی زندگی انجیل کی خدمت کے لئے وقف کرنا چاہتا ہوں۔ ایک دوست نے کہا کہ آپ دیکھتے نہیں کہ آپ پادری واسٹ بریخٹ نے بھی جوہڑوں کو سیکس دینا شروع کر دیا ہے اور اب کلیں پیا میں سیالکوٹ، دینا نگر اور گرواسپور وغیرہ سے جوہڑوں کی بھرتی ہوتی جا رہی ہے اگر آپ پادری بنے تو اس جوہڑوں کے بیروں ہو جائے گے۔ آپ نے ہنس کر کہا کہ اگرچہ بدنامی ست نزدعاتلاں آپ نے کہا کیا تم نے نہیں پڑھا کہ مقدس پولوس فرماتا ہے مجھے پادرس اگر میں انجیل نہ سناؤں۔ جتنی چیزیں میرے نفع کی تھیں ان کو میں نے مسیح کی خاطر نقصان سمجھ لیا ہے۔ میں اپنے خداوند مسیح یسوع کے عرفان کی بڑی خوبی کے باعث سب چیزوں کو کھڑا سمجھتا ہوں کہ میرے منجی نے مجھے فرمایا ہے اگر آدمی ساری دنیا کو حاصل کرے اور اپنی جان کو کھو دے تو اسے کیا فائدہ ہوگا؟ میرے عزیز برادر۔ اگر تم چاہتے ہو کہ بڑے آدمی بنو تو خداوند کے حکم کو یاد رکھو۔

غیر قوموں کے سر دار حکومت چلانے میں اور امر و اختار جتانے میں ایک ہیں ایسا نہ ہو بلکہ جو تم میں بڑا ہونا چاہے وہ تمہارا خادم بنے اور جو تم میں اول ہونا چاہے وہ سب کا غلام بنے۔ چنانچہ نچر آدم بھی اس لئے نہیں آیا کہ خدمت لے بلکہ اس لئے کہ خدمت کرے اور اپنی جان ہتیروں کے لئے فدیہ میں دے۔ خاکسارین جہاں را بچھاقت منکر تو چہ دانی کہ دریں گرد سوارے باشد

(۵۵)

ان دنوں میں پادری واسٹ بریخٹ بٹلہ میں مشنری تھے۔ وہ نہایت عالم شخص تھے اور انجیل کی تبلیغ کے دلدادہ تھے۔ وہ اردو، فارسی، عربی، یونانی، لاطینی، جرمن، فرینچ زبانوں کو اچھی طرح جانتے تھے اور ہیشپ فرینچ صاحب کی طرح ہفت زبان پادری، کہلاتے تھے۔ جب سے میں احسان اللہ نادر والی سے بٹلہ گئے تھے پادری واسٹ بریخٹ ان کے مشفق دوست اور صلاح کار رہے تھے جب میاں صاحب بنوں سے بٹلہ واپس آئے پادری واسٹ بریخٹ کی حرم شناسی نظر نہ دیکھا کہ جس طرح مونا صاحب آگ میں تپا جائے تو گدھن ہو جاتا ہے اسی طرح میں صاحب کا دینی جوش بنوں کی مخالفت آگ کی بھٹی سے نکل کر پیش از پیش ہو گیا ہے۔ میں انہوں نے آپ کو فوارہ دار باغ کی کوٹھی میں اپنے پاس بلایا اور ان کو ٹیبلے پر بیٹھ کر پچھلے کاربنے کی دعوت دی اور کہا۔ میں آپ کے لئے ہمیشہ دعا کرتا رہا ہوں کہ خدا آپ کو انجیل کی اشاعت اور مسلمانوں کی نجات کا ذریعہ بنائے۔ میں اُس کے نام سے آپ کو دعوت دیتا ہوں کہ سکول کا کام چھوڑ کر آپ اپنی زندگی کو اپنے مسلمان بھائیوں کی مددوں کو بچانے کے لئے وقف کریں۔ دونوں نے خدا کے حضور دعا کی۔ میان صاحب نے خدا کا شکر کیا جس نے اُس کو برعزت بخشی کہ دوسروں کو بچانے کا ذریعہ بنے۔

[illegible]

میں نے بھی دیکھا ہے کہ بعض لوگ جو کہ اپنے آپ کو
 بچھڑے کے کہتے ہیں، ان کے دل میں یہ ہے کہ اگر وہ اپنے
 دل سے اپنے آپ کو نکال دیتے تو ان کے دل میں یہ ہے کہ
 ان کے دل میں یہ ہے کہ ان کے دل میں یہ ہے کہ ان کے
 دل میں یہ ہے کہ ان کے دل میں یہ ہے کہ ان کے
 دل میں یہ ہے کہ ان کے دل میں یہ ہے کہ ان کے

تو کہیں نے اس کی صورت کو دیکھا تو اس نے تاج پوشیدہ ایک عظیم الشان شخص
 تصور کیا اور اس نے اس شخص کے حوالے سے اپنی ان فطرتی خوبیاں کا گہرا
 تجربہ سمجھ کر اس شخص کی طرف سے ایک سیریز سے کام لیا جس سے اس نے اس
 ایک غیر معمولی کامیابی حاصل کی۔ اگر کوئی اس شخص سے سوال کرے تو
 وہ اس کے لئے اس شخص کے لئے اس شخص کے لئے اس شخص کے لئے اس شخص کے لئے
 خاص طور پر اس شخص کے لئے اس شخص کے لئے اس شخص کے لئے اس شخص کے لئے
 یہ اس شخص کے لئے اس شخص کے لئے اس شخص کے لئے اس شخص کے لئے اس شخص کے لئے
 اس شخص کے لئے اس شخص کے لئے اس شخص کے لئے اس شخص کے لئے اس شخص کے لئے

اسی وقت شیخ نے اپنے ایک عزیز کو صاحبِ خانہ کی بیٹی کے لیے
کچھ طرح کا خط لکھا کہ تم بھائیو! یہ بیٹی بھی کچھ اچھی ہے۔

یا ایچ

کلیہ پر نئے شجارب کے استعمالی حالات

ہیں۔ یہی سب سے بڑا مسئلہ ہے۔ اگرچہ اس مسئلہ کو حل کرنے کے لیے کئی کوششیں کی گئی ہیں، مگر ابھی تک کوئی حتمی حل نہیں مل سکا ہے۔

صحیح ہے پس میں بھی خمس کے بارے میں سرگرم تھا۔ چنانچہ ایک سال والد بزرگوار نے قریباً دو صد روپیہ خمس کے طور پر ان کو دے دیا۔

پچھترے عرصہ کے بعد چند سائل مولوی صاحب کے پاس آئے جو جسم کے پٹے کٹے مضبوط اور خوب توانا تندرست معلوم دیتے تھے۔ وہ خوش پوش اور ذی عزت دکھائی دیتے تھے۔ مولوی صاحب نے ان سائلوں کو خمس کے روپیہ میں سے جو ان کے پاس جمع تھے چھٹی رقم دے دی۔ وہ لے کر بڑے خوش ہوئے اور چلے گئے۔ اس کے بعد پھر اسی قسم کے سائل مولوی صاحب کے پاس آتے گئے اور وہ معقول قیمتیں حاصل کر کے چلے جاتے تھے۔ ان سائلوں میں میں نے نہ بجا اور بیشمار اور نہ غریب، نہ یتیم، نہ بیوہ، نہ مسافر پائے۔

چند مہینوں کے بعد مولوی صاحب نادر و نال سے خیر اللہ لپہ چلے گئے اور پھر وہیں زیادہ قیام کرنے لگے۔

یہ صورت حالات دیکھ کر میرے دل میں طرح طرح کے سوچے شروع ہو گئے۔ میں نے سوچا کہ ہم لوگ دکان دار ہیں۔ بھاری عیال دار بھی ہیں، محنت اور مشقت کر کے روزی کھاتے ہیں اور بال بچوں کو پالتے ہیں جس کا یہ روپیہ ہم سے وصول کیا جاتا ہے اور ایسے لوگوں کو دیا جاتا ہے جو نہ کوئی کام کرتے ہیں نہ کاج۔ اچھے بھلے۔ ہٹے کٹے، موٹے تانے جسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ مولوی صاحب سے معلوم کرنا چاہئے کہ یہ کہاں تک جائز ہے کہ خمس کا مال ہم حفاکش محنتی لوگوں سے لے کر ایسے لوگوں کو دیا جائے جو نہ محتاج ہیں اور نہ بیمار، نہ یتیم ہیں، نہ مساکین اور نہ بیوائیں ہیں۔ بلکہ ہم سے بہتر لوشتاک پہنتے ہیں اور ذی عزت نظر آتے ہیں۔ اس سوال

پر میں نے بہت غور کیا اور قرآن شریف کو بھی اچھی طرح سے پڑھا۔ تب مجھ پر حقیقت کھلی کہ قرآن شریف کے مطابق لوٹ کے مال میں سے خمس کا دار کرنا واجب ہے اور ہمارا مال تو لوٹ کا مال ہی نہیں ہوتا۔ بلکہ محنت مشقت کی کمائی کا مال ہوتا ہے۔ میں اس سوال پر کئی دن سوچتا رہا۔ آخر ایک دفعہ جب جمعہ کا روز قریب آیا تو میں نے والد بزرگوار سے کہا کہ یہ سب جائیدادوں کا انیس گھر بار جو ہے، سب آپ کا ہی ہے اور میں بھی آپ کا چوں میں مولوی حشمت علی صاحب سے خمس کے مسئلہ کی نسبت بات چیت کرنا چاہتا ہوں۔ انہوں نے فرمایا کہ اچھا ہے، خیر اللہ پور چلے ہمارے، جمعہ کی نماز بھی پڑھ آؤ اور اس مسئلہ کو بھی دریافت کر آؤ۔ اس روز چچا غلام نقی موضع حقان سے جو خیر اللہ پور کے نزدیک ہے، آیا ہوا تھا۔ والد نے اس سے ذکر کیا۔ اس نے بھی کہا کہ بہتر ہے وہ میرے ساتھ چل پڑے۔ وہاں جمعہ کی نماز بھی پڑھ آئے اور اپنے دل کے شکوک بھی رفع کر آئے۔ پس میں اس کے ساتھ چلا گیا۔ رات میں نے موضع حقان میں بسر کی اور صبح میں اور چچا وہاں سے خیر اللہ پور چلے گئے۔

جب سب لوگ جمعہ کی نماز پڑھ کر چلے گئے تب میں نے مولوی صاحب سے خمس کے مسئلہ کی نسبت سوال کیا۔ آپ نے کہا کہ تم خود جانتے ہو کہ خمس کی آیت قرآن میں موجود ہے اور یہ ایک الہی حکم ہے جس کو ٹالنا گناہ عظیم ہے۔ یہ آیت دسویں پارے کے شروع میں ہے اور اس کی صحیح تفسیر یہی ہے کہ ہر ایک چیز میں سے خمس دینا ہر دین دار پر فرض ہے۔ قدیم زمانہ سے اب تک اہل شیعہ دیتے چلے آئے ہیں۔ میں نے سوال کیا کہ جناب اگر زمانہ قدیم سے خمس کا رواج چلا آ رہا ہے تو یہ بتلائیں کہ کیا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی لوٹ کے مال کے سوا کسی میں سے خمس لیا تھا؟ مولوی صاحب

بہت ناراض ہوئے اور کہنے لگے کہ ہم اس سوال کا جواب پھر دینگے۔ میں نے عرض کی کہ آپ اپنی وعظ و نصیحت میں خمس پر کئی سالوں سے زور دیتے رہے ہیں میں نے صرف دل کی تسلی کے لئے یہ سوال پوچھے ہیں۔ اس پر وہ بہت ملامت کرنے لگ گئے اور کہنے لگے کہ تم اتنے سالوں سے میرے شاگرد رہے ہو اور اب تم میرا یقین نہیں کرتے۔ میرا خیال تھا کہ تم بہت اچھے دین دار شخص ہو کر دوسروں کو وعظ و نصیحت کیا کرو گے لیکن میں دیکھتا ہوں کہ شیطان تمہارے سر پر سوار ہو رہا ہے اور تم بھی احسان کی طرح کی فریبہ لے لگے ہو۔ اس کے بعد وہ طیش میں آکر کہنے لگے کہ تم نہیں جانتے کہ تم مجھ پر ہمارا قول تمہارے لئے کافی ہونا چاہیے۔ کوئی ضرورت نہیں کہ ہم کتابوں میں سے تلاش کر کے تمہارے سوالوں کا جواب دیں۔ ہم آپسے ہی عواقبِ غریب کی خاک چھان کر کٹے ہیں۔ ہم عالم ہیں اور سادات میں سے ہیں اور سادات کو امت پر فوجیت حاصل ہے۔ میں نے پوچھا کیا یہ قرآن شریف میں ہے یا انہوں نے غضبِ ناک ہو کر کہا۔ ہاں۔ قرآن مجید میں خیرا ۳۳ سورہ صافات میں فرماتا ہے سَلَامٌ عَلٰی اٰلِ یٰسَیْنِ۔ تم عزیٰ جانتے ہو۔ اس کا ترجمہ کرو۔ میں نے عرض کی ”سلام ہو اور پر اور اور رسول کے“ اس کے بعد وہ کہنے لگے۔ اب جاؤ اور خدا سے اپنے شک اور دوسو سہ شیطانی کے لئے معافی کے طلبگار ہو اور آئینہ جو کلام ہمارے غم سے نیکے اُس پر پکا یقین رکھو۔ میں یقین کر کے چچا غلام تقی کے ہمراہ واپس خان آ گیا اور سینچر کے در مارواں پہنچا۔

تو اے روز میں نے کلامِ اللہ کی تلاوت کی۔ تلاوت کے بعد میرے دل میں خیال آیا کہ سورہ صافات کی آیت کو دیکھوں۔ جب میں نے اس آیت کو نکالا تو وہی آیت کو اس طرح لکھا پایا۔ سلامٌ عَلٰی اٰلِ یٰسَیْنِ اور تحتِ لفظی

ترجمہ میں یہ الفاظ تھے ”سلامتی ہو جو اور پر ایسا کے“۔ بھائی جی میں کیا بتاؤں کہ میرا حال کیا ہوا۔ میں سنائے میں آ گیا۔ مجھے ایسا معلوم ہوا کہ زمین میرے پاؤں تلے سے نکل گئی ہے اور میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ مولوی صاحب کا میں بڑا معتقد تھا اور میرے خواب و خیال میں کسی یہ بات نہ آ سکتی تھی کہ وہ جھوٹ بولیں گے اور قرآن پر تمہمت لگائیں گے۔ میں میرے دل میں خیال آیا کہ ممکن ہے کہ مولوی صاحب کی فرمودہ آیت قرآن مجید کے کسی دوسرے حصہ میں موجود ہو۔ پس میں نے تمام قرآن چھان مارا لیکن باوجود تلاش و تدقیق کے وہ آیت کہیں نہ نکلی۔

بھائی جی! میں ہر وقت حیران اور پریشان رہنے لگا۔ کیونکہ میں بہت گھبراہٹ میں تھا اور نہیں جانتا تھا کہ کیا کروں۔ رہ رہ کر مجھے بیخیال شتا تھا کہ مولوی صاحب نے یہ کیا غضب کیا کہ اپنی بات کو ختم رکھنے کے لئے قرآن کب کو بدل دیا۔ میں اس کو ہمیشہ راست گفتار خیال کرتا تھا۔ نہ پیٹ بھر کر کھانا کھانا اور نہ سو سکتا تھا۔ غم اور غم سے بھرا رہتا تھا۔ ہر وقت یہی خیال آتا کہ مولوی صاحب نے یہ کیا کیا اور اگر ایسے علم مجتہد اپنی بات کو منوانے کے لئے قرآن شریف کی آیت کو تبدیل کر سکتے ہیں تو دوسروں کی باتوں پر کیا بھروسہ کیا جاسکتا ہے؟ میں شہر کے باہر چلا گیا کیونکہ آدمیوں کو دیکھ کر مجھے وحشت سی ہو جاتی تھی۔

ایک شام کو میں اپنی خیالوں میں غرق تھا۔ روٹی کھانے کو جی نہ کرے فقرہ اندر کروں تو باہر نکلے۔ میں دو چار لقمے کھا کر چار پانی پر بڑا گیا لیکن نیند پاس نہ چھٹکتی تھی۔ آدھی رات کے قریب میری آنکھ لگ گئی کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بزرگ شخص میرے قریب آیا اور مجھے کہنے لگا۔ رحمت علی۔ تجھے کیا

حصول کر دی۔ اور دوسرے ایک انتہائی بڑا بادلوں کی طرح دھن دھن سے
 گرا رہا تھا۔ یہ کھنکھاہٹ اس کے جسم سے نکلتی تھی۔ وہ اس طرح کے
 بادلوں کی طرح اڑتا تھا کہ گھنیر آسمان پر، ستاروں کے آگے ہی
 تھکی گھنیر لکڑی میں، انتہائی بڑے گراؤ کے ساتھ ہی اسے دو موٹی
 لکڑیوں پر چڑھ کر، ایک انتہائی لمبے کے ساتھ دوسری بادلی شریف کے ساتھ
 چلے گا۔ اس طرح کے جسم میں چلے گا۔ اس طرح کے جسم میں چلے گا۔
 کسی شریف کی طرح ہی۔ جس طرح کہ اس کے گھر کے لئے آتش دھنوں کی طرح
 کو چلے گا۔ اس طرح کے جسم میں چلے گا۔ اس طرح کے جسم میں چلے گا۔
 اس طرح کے جسم میں چلے گا۔

[illegible][illegible][illegible]

پاسی مراد صاحب دیکھ کر ہنسا کہ اس کی سیرا تو ایک صاحب سے بہت زیادہ
 بلند ہے کہ میری سیرا تو اس کے کھنکھانے کے لئے نہیں ہے میرے سر پر سے یہ کچھ
 نیچے لگے کہ میرے سر پر

اب اس طرح کے سر پر میری مراد صاحب کے پاس نہ لگے کہ میری سیرا تو
 بلند ہے کہ میری سیرا تو اس کے کھنکھانے کے لئے نہیں ہے میرے سر پر سے یہ کچھ
 نیچے لگے کہ میرے سر پر

اب اس طرح کے سر پر میری مراد صاحب کے پاس نہ لگے کہ میری سیرا تو
 بلند ہے کہ میری سیرا تو اس کے کھنکھانے کے لئے نہیں ہے میرے سر پر سے یہ کچھ
 نیچے لگے کہ میرے سر پر

اب اس طرح کے سر پر میری مراد صاحب کے پاس نہ لگے کہ میری سیرا تو

بلند ہے کہ میری سیرا تو اس کے کھنکھانے کے لئے نہیں ہے میرے سر پر سے یہ کچھ
 نیچے لگے کہ میرے سر پر

اب اس طرح کے سر پر میری مراد صاحب کے پاس نہ لگے کہ میری سیرا تو
 بلند ہے کہ میری سیرا تو اس کے کھنکھانے کے لئے نہیں ہے میرے سر پر سے یہ کچھ
 نیچے لگے کہ میرے سر پر

[illegible]

تقریباً ۱۰۰۰۰۰ سے زائد افراد نے اس موقع پر شرکت کی۔ اس موقع پر ان کے ساتھ ساتھ ان کے بھائی، بہن، والدین، دوست، اور دیگر عزیز و اقارب بھی تھے۔ ان کے ساتھ ساتھ ان کے بھائی، بہن، والدین، دوست، اور دیگر عزیز و اقارب بھی تھے۔ ان کے ساتھ ساتھ ان کے بھائی، بہن، والدین، دوست، اور دیگر عزیز و اقارب بھی تھے۔

[illegible][illegible][illegible]

پیشہ کی وجہ سے - برادری کی وجہ سے - تعلیم کی وجہ سے -
 پیشہ کی وجہ سے - برادری کی وجہ سے - تعلیم کی وجہ سے -
 پیشہ کی وجہ سے - برادری کی وجہ سے - تعلیم کی وجہ سے -

[illegible]

پادشاهی صلاحتیبت - الحسین علیہ السلام در تشریح این حدیث می گوید
 که این حدیث در مورد هر یک از اعضا و اجزای بدن است و هر یک از آنها را
 در روز قیامت حساب خواهد کرد و هر یک از آنها را پادشاهی خواهد داد.

و انکس و حق نہیں دیکھو بلکہ اس طرح کہ انکس سے خدا اور اس کے پیدا
ہوا ہے۔ مثالی کہ انکس کا انکس ہے جس کا انکس ہے۔ مثالی کہ انکس
ہو گا انکس سے انکس ہے۔ انکس کا انکس ہے۔ انکس کا انکس ہے۔ انکس کا انکس ہے۔

پیشتر تھا۔ صاحبِ ریاضی کی ہادی کا مکتبہ خانہ کی کتاب کے ساتھ ساتھ
 میں تھا۔ چنانچہ اس وقت کے خیال کے ساتھ اس وقت کے خیال کے ساتھ
 اس وقت کے خیال کے ساتھ اس وقت کے خیال کے ساتھ اس وقت کے خیال کے ساتھ

[illegible]

پیشپ صاحب - ایک اعلیٰ درجے کی علمی شخصیت تھے۔
ان کی خدمات کے بارے میں

پاکستان کی تمام صوبہ داروں کی ایک مجلس، جس کا مقصد صوبہ داروں کی تعلیم و ترقی اور ان کے درمیان یکجہتی پیدا کرنا ہے، کی تشکیل ہوئی ہے۔ اس مجلس کے سربراہ کی حیثیت سے وزیر اعلیٰ پاکستان کی تقرین نام ہوئی ہے۔

فہرست مضامین کے تحت دیے گئے ہیں۔ ہر مضمون کے تحت دیے گئے ہیں۔

اشتباه صاحب - چند روز دیگر بعد از آنکه فرمودی ایضا
مستور قیام کرد و چندی فرمود که ایضا است و چون ایضا فرمود که ایضا
و ایضا فرمود که ایضا و ایضا فرمود که ایضا و ایضا فرمود که ایضا
و ایضا فرمود که ایضا و ایضا فرمود که ایضا و ایضا فرمود که ایضا

[illegible][illegible]

والتقريب الى الجليل

فلسفہ صحاحی - اگرچہ یہ فلسفہ چاروں اقسام کی طرف سے
ہوتا ہے۔ مگر ایسی ہی بات کہ اس کے تمام حصوں میں فلسفہ کی صفات و خوبیوں
اور اس کے فلسفہ کی اشیاء پر بھی روشنی ملے گی۔

Handwritten signature: *Handwritten signature*

1. *Univariate analysis*

[illegible]

1. *How many people are there in your family?*

[illegible][illegible]

اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اگرچہ ان کے پاس ایک ہی کتاب تھی مگر اس میں ایک ہی نسخہ نہیں تھا بلکہ وہ ایک ہی نسخہ کے مختلف نسخے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے پاس ایک ہی نسخہ نہیں تھا بلکہ وہ ایک ہی نسخہ کے مختلف نسخے تھے۔

[illegible]

20

[illegible][illegible][illegible]

[illegible][illegible][illegible]

وہاں تک کہ انہوں نے نہ صرف ان کی فلاح کے لیے بلکہ ان کی نفسی و مادی زندگی کے لیے ہر قسم کی قربانیوں کا اہتمام کیا۔ ان کے لیے تعلیم، صحت، روزانہ کی ضروریات، سفر و آمد کے اخراجات، علاج و معالجہ کے اخراجات، اور ان کے لیے ہر قسم کی سہولتیں فراہم کی گئیں۔ ان کے لیے ان کی زندگی کے ہر لمحے کی فکر کی گئی۔ ان کے لیے ان کی زندگی کے ہر لمحے کی فکر کی گئی۔ ان کے لیے ان کی زندگی کے ہر لمحے کی فکر کی گئی۔

خیر، یہ تو ان کے حوصلہ کا ایک اور اسی جانب کی پھرتی ہے جس نے ان کو شیعہ بنانے میں کام کیا۔

[illegible]

فوتی از آنکه سق کسکی است که در آن کاهن سق کی بود شش عشره انجیل کی که در دست
کسی کے ۔

آنکه کاهن بودی و سق سق کی که در آن کاهن سق کی بود شش عشره انجیل کی که در دست
کسی کے ۔

آنکه کاهن بودی و سق سق کی که در آن کاهن سق کی بود شش عشره انجیل کی که در دست
کسی کے ۔

آنکه کاهن بودی و سق سق کی که در آن کاهن سق کی بود شش عشره انجیل کی که در دست
کسی کے ۔

۱۵۹

آنکه کاهن بودی و سق سق کی که در آن کاهن سق کی بود شش عشره انجیل کی که در دست
کسی کے ۔

۱۵۹

آنکه کاهن بودی و سق سق کی که در آن کاهن سق کی بود شش عشره انجیل کی که در دست
کسی کے ۔

کے موسمِ خزاں تک۔ ہے۔ جب وہ پنجاب آئے تو ان کو جھنگ بار کے علاقہ میں تعینات کیا گیا۔ پادری بیٹمن نومبر کے آخر میں جھنگ بار پہنچ گئے اور انہوں نے ٹوبہ ٹیک سنگھ کو س تمام علاقہ کا صدر مقام بنالیا۔ ڈاکٹر دتتا نے وہاں زمین خرید کر ساڑھے نو ایکڑ بنا کر چرچ مشن کو دے دیئے۔ بہت سالوں کے بعد ۱۹۳۱ء میں یہ زمین اور مکانات ڈاکٹر دتتا نے چرچ ایبٹ مشن سنٹرل کونسل، لاہور کے نام فروخت کر دیئے۔ ان مکانات میں پادری بیٹمن اور اُس کا کھانا پکانے والا اور اُس کی سوانحی کے اونیٹ رہنے لگے۔ اُس نے پادری جارج الدین صاحب مرحوم کو اسپتال میں ملا لیا اور جب پادری احسان اللہ صاحب مودھا ندن ٹوبہ ٹیک سنگھ پہنچے تو ڈاکٹر دتتا نے برلین سڑک دو کمرے اور برآمدہ دوا دیا۔

چونکہ سنہ ۱۹۱۸ء میں بار کے اس علاقہ میں چرچ مشن کے متعلق تھا تو یہاں ایک ہزار گلوں آباد ہو گئے تھے۔ ان میں سے قریباً ۵۰۰ گلوں میں مسیحی کہیں رہتے تھے جو خدا واد میں قریباً دو ہزار نفوس تھے۔ ان میں سے آدھے نصف تعداد مسیحیوں کی تھی جو تار وال کے ارد گرد کے گاؤں سے آئے تھے اور چرچ مشن اور ٹوبہ ٹیک مشن سے تعلق رکھتے تھے۔ ان میں سے متعلقہ مسیحی آئیے تھے جو پچھلے تین سے لے کر سات سالوں سے یہاں آئے ہوئے تھے جن کے گھروں میں عورتیں بچی نکاح کے رہتی تھیں کیونکہ وہاں کوئی مسیحی نکاح خواں نہ تھا۔ مسیحی اکثر ایک جگہ سے دوسری جگہ تماشہ روزگار میں نقل مکانی کرتے رہتے تھے۔

جھنگ بار کے علاقہ میں ان دنوں نہ کوئی ریل تھی اور نہ ٹکی سڑکیں۔ کچی سڑکوں کے کہیں کہیں نشان تھے۔ اور چرچ مشن کے صدر مقام ٹوبہ ٹیک سنگھ سے یہ تینوں خادمہ الدین گوجر، سندھی، سکند آباد و علیٹے نگر (بیٹمن آباد) اور منٹنگری والہ بھایا کرتے تھے۔ راستے تو تھے نہیں۔ بہر طرف جنگل ہی جنگل تھے جو

دشوار گزار اور ڈاکوؤں کی کھوہ تھے۔ جنہوں نے کئی دفعہ ان مردانِ خدا کو گھیر کر ٹوٹ لیا۔ تمام علاقہ میں شدت کی بے پناہ گرمی تھی۔ پانی پینے کے لئے کنوئیں تک نہ تھے اور جو تھے وہ کھاری پانی کے تھے۔ بعض اوقات نہر کے بنگلوں میں بھی پانی دستیاب نہیں ہوتا تھا کیونکہ لاہیا کا خشک ہونا تھا۔ ایسے اوقات میں یہ مردانِ خدا جو بھڑوں سے گندہ سڑ پانی جو حشرات الارض سے معمور ہوتا تھا لے کر اُس کو پال کر پی لیتے تھے۔ کھانے کو جو میسر ہوتا تھا لیتے اور خدا کا شکر کر کے بجا بجا خدا کی کلیسیاؤں کی خدمت کرتے رہتے تھے۔ گرمی کی شدت کو آسان کرنے کے لئے ایسی کالی آندھیاں چلتیں کہ انسان کی آنکھیں اپنے ہاتھوں کو نہ دیکھ سکتیں۔ سوار بھی کے لئے اونیٹ ہوتے تھے اور سونے کے لئے میٹھیوں کے استھان، درختوں کے سائے اور چھوٹی پٹیاں مل جاتی تھیں۔ ایکس خدا کے یہ تینوں خادمہ درویش صفت تھے۔ ان کو نہ سہوی کی پرواہ تھی، نہ گرمی کی۔ نہ ٹھونک کی، نہ پیاس کی، نہ آرام کا خیال تھا اور نہ آسائش کا۔ تن آسانی کو یہ جانتے ہی نہ تھے۔ خدا نے تینوں کو جسم بھی ایسے بنائے تھے جو مضبوط تھے۔ خدا کی خدمت و کلیسیا کی محبت اور انجیل کی اشاعت میں ایسے شہرہ رہتے تھے کہ وہ نہ بیماری کو خاطر میں لاتے تھے اور نہ خدا کو بوجھتے تھے۔ وہ ایک سال میں کئی ہزار میل سفر کر جاتے تھے چنانچہ سنہ ۱۹۱۸ء کے آخری ۱۰ ماہ میں پادری بیٹمن نے دو ہزار اربع سو چھیاسی میل پیدل سفر کیا تھا اور اُس کی عمر ساٹھ سال کی تھی۔ ہم اندازہ کر سکتے ہیں کہ اس جوان بہت پیرا نہ سال کا نمونہ اُس کے دونوں چیلوں کے لئے جو دنیا بھر کے اُس کے بیٹے تھے کیا اثر رکھتا ہوگا۔ دونوں خدا کے فضل سے جوان اور نوجوان، غیور، مسیح کے عاشق اور نہ ہی سے کام کرنے والے تھے۔ بیٹمن کا نمونہ ان دونوں مسیح کے جہان منار عاشقوں کے لئے ح سمن عشق پر ایک اور نایاب گلا

زندگی کا اثر نیتوں پر ڈالیں۔ خدا روح القدس جو تمام تسلی کا سرچشمہ ہے آپ سب کو تسلی عطا کرے۔ میری طبیعت اچھی نہیں رہتی اور یہاں کلکتہ سے آرام کے لئے آیا ہوں۔ اس واسطے زیادہ نہیں بکھ سکتا۔ امید ہے کہ آپ خدا کے فضل سے بخیریت ہوں گے۔ آپ کا محبت صادق۔ جی۔ اے۔ کلکتہ۔

(۶)

بیسٹمہ پانے سے پہلے جب تک میں گھر میں رہا ہمارے مکان پر بادی نے شہر کے غنڈوں کا پہرہ لگا دیا تھا تاکہ نہ کوئی شخص ہم کو ملنے آئے اور نہ پانی بھرے۔ میں زمانہ مشن احاطہ سے دو تین مرتبہ پانی کا ایک گھڑا اور ایک بالٹی لے آتا تھا لیکن گرمیوں کے دنوں میں جسمانی کا ایک نظر پانی اور میرا لایا ہوا پانی کس طرح کفایت کر سکتا تھا لیکن کڑا ہوتا گیا۔ میرے بٹالہ آنے کے بعد پانی بھرنے کی مشکل بڑھ گئی۔ چنانچہ بادی پر ماتن ورجوم کہتے ہیں کہ میں رحمت اللہ پر پانی کی وجہ سے سخت مصیبت آئی۔ ہوتے ہوتے یہ خبر انگریز پادری تک پہنچی۔ اس نے قوم کے لوگوں کو بہت بچھایا لیکن چونکہ وہ ابھی پریڈیزڈ نہیں بنا تھا۔ اس کی کسی نے نہ مانی۔ آخر اس نے آپ کے والد صاحب کو بتلائے بغیر سیالکوٹ کے ڈپٹی کمشنر کو لکھا۔ ڈپٹی کمشنر خود نارواں آیا اور اس نے سب کو بکواہ جب آپ کے والد صاحب کو یہ پتہ چلا کہ پادری صاحب نے ڈپٹی کمشنر کو بکواہ بھیجا ہے تو انہوں نے بہت بڑا مانا کیونکہ وہ مسیح خداوند کی خاطر ہر قسم کی ایذا خوشی اور صبر سے برداشت کرنا چاہتے تھے تاکہ ان کے ممبر کا اثر قوم پر ہو۔ خیر۔ جب سب جمع ہوئے تو تو حکم ضلع نے تمام باؤں کو دریافت کر کے کہا کہ لڈاک کے قانون کے مطابق مذہب کی تہذیبی سے سابقہ زائل نہیں ہو جائے ہیں۔ اس واسطے میں رحمت اللہ کا حق ہے کہ جس کنوئیں سے وہ پہلے پانی لیتے تھے اسی کنوئیں سے اب بھی لیں یہ بات

قوم کے لوگوں کے لئے مشکل تھی کیونکہ وہ کنوئیں بڑی مسجد کا کنوئیں تھا۔ تب اس نے میں صاحب کو کہا کہ بالٹی لاؤ اور میرے سامنے کنوئیں سے پانی لگاؤ۔ تب آپ کے والد صاحب کھڑے ہوئے اور قوم سے مخاطب ہو کر کہنے لگے "بھائیو۔ میں نے صاحب ڈپٹی کمشنر کے آگے شکایت نہیں کی اور نہ مجھے یہ خبر تھی کہ وہاں ٹینک۔ کیونکہ میں مسیح خداوند کے نقش قدم پر چل کر اپنے ایمان کے لئے دکھ اٹھانا چاہتا تھا۔ اور میں رسولوں کی طرح خدا کا شکر کرتا تھا کہ میں اس لائق ٹھہرا کہ خداوند کے نام کی خاطر بے عزت کیا جاؤں۔ باز روں میں اور گلیوں میں نعمت و کھٹکار کی آوازیں میرے لئے فخر کا باعث تھیں۔ آپ کا اس میں قصور بھی نہیں کیونکہ آپ اس خیال سے یہ سب باتیں کر رہے ہیں کہ آپ خدا کی خدمت کر رہے ہیں۔ آپ کی شرافت کے شکنجے نے یہ سب پیچ بچھائے ہیں اور میرا مکمل مقاطعہ کر دیا ہے۔ لیکن اب آپ نے توبہ اپنے کانوں سے حکم نسیح کے لئے کونسی بات کہ جو میرا حق ہے؟ آپ مجھ سے قانون چھین نہیں سکتے۔ میں نے آپ کو یہی سمجھایا لیکن آپ نے یہ ماننا تھا اور نہ مانے حالانکہ گرمی کے سبب ہم پیاسے رہے۔ آپ نے میرے گھر کو بڑا بنا دیا اور بریدی کی طرح آپ میرے بچوں کو روٹی پانی کے بغیر بلکتے دیکھتے رہے اور اس سے مس نہ ہوئے۔ اب یہ کنوئیں جس میں سے پانی لکنا میرا حق ہے مسجد کا کنوئیں ہے اور اگر میں نے اپنا حق استعمال کر کے اس میں سے پانی لکنا تو آپ کے خیال کے مطابق یہ پلید ہو جائیگا اور آپ اس میں سے پانی نہ بھر سکیں اور آپ کے بچوں کی بھوک۔ پیاس اور ہی حال ہیڈ جائیگا جو ہمارا ہو رہا ہے۔ اور میں یہ بات ہرگز نہیں چاہتا کیونکہ میرے خداوند کا حکم ہے کہ جو کچھ تم چاہتے ہو کہ لوگ تمہارے ساتھ نہ آئیں وہی تم بھی ان کے ساتھ کرو۔ میں خوشی سے اپنے حق سے سب کے روبرو دست بردار ہوتا ہوں۔ میری عرض صرف یہ ہے کہ آپ سفقہ کو میرے

تھے۔ ان کو المیات کے امتحانات پاس کرنے کی ترغیب دیتے تھے اور ان کو خود پڑھاتے تھے۔ چنانچہ ۱۹۵۵ء میں انہوں نے منٹنگمر ہوائی میں ایک ماہ کے لئے مبتغین کو تعلیم دی جس طرح وہ نارووال کے علاقہ میں رعیت میں تعلیم دیا کرتے تھے۔ انہوں نے پانچ مبتغین کو "بیچ پورڈ" کے امتحانات کے لئے تیار کیا اور پانچوں پاس ہو گئے۔ اگلے سال پھر پورے دوماہ کے لئے ٹوبہ ٹیک سنگھ میں مبتغین کو تعلیم کے لئے جمع کیا۔ ۱۹۵۹ء میں انہوں نے نہ صرف مبتغین کو بلکہ تمام علاقہ کے مختلف گاؤں اور قصبوں کے سربراہ اور مسیحی لیڈروں کو جمع کیا تاکہ وہ انجیل جنیل کے اصولوں سے اور مسیحی نجات سے واقف ہو کر ہندوؤں اور مسلمانوں کو صلیب کی خوشخبری کا پیغام دیں۔ پس اس سال انہوں نے سات سو اشخاص کو ٹوبہ ٹیک سنگھ میں اور ایک ہزار اٹھ سو کو منٹنگمری والی میں اکٹھا کیا۔ اور ان کو جو شہ دیا کہ وہ جس جگہ بھی جائیں خداوند مسیح کے نام کا پرچار کریں اور کلیسیاؤں کو ہر جگہ بیدار کر کے مضبوط بنائیں تاکہ ہر ایک جگہ کی کلیسیا اپنے مبلغ کے اخراجات کی ذمہ دار ہو جائے اور اپنے پاؤں پر کھڑی ہو جائے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہاں پڑھ اور ناخواندہ لوگ بے دخل ہو کر اپنے نجات دہندہ کا پیغام غیر مسیحیوں کو دینے لگے اور اس کوشش میں دسے کہ مختلف مقامات کی کلیسیا میں اپنے اسنادوں کی خواہ کی ذمہ دار ہو جائیں۔

پادری احسان اللہ صاحب جیسے دینے میں کبھی جلد بازی سے کام نہیں لیتے تھے۔ وہ اپنے مبتغین کو اکثر کہا کرتے تھے کہ مجھے نفاذ کی ضرورت نہیں۔ مجھے اس بات کی ضرورت ہے کہ جس شخص کو تم جیسے کے لئے پیش کرو اس کو اپنے گناہوں کی معافی پر احساس ہو اور انجیل جنیل کے اصولوں کو خاطر خواہ جانتا ہو مجھے کوڑیوں کی ضرورت نہیں۔ مجھے سونے اور کندن کی ضرورت ہے کوڑیوں

کا ذخیرہ عموماً ایک روپیہ کے بڑے بچے نہیں ہوتا۔ اسی طرح وہ استحکام کی رسم کے واسطے بہت کم لوگ پیش کیا کرتے تھے اور ہمیشہ اس بات کے خواہاں ہوتے تھے کہ جو امیدوار پیش کئے جائیں ان کو نئی زندگی کا تجربہ ہو۔ لہذا پیش کیا جائے بھی یہی چاہتے تھے اور جب کبھی وہ مستعزم کرنے کی خاطر ٹوبہ ٹیک سنگھ آتے تو دونوں مرد خدا ایک دوسرے سے بغلیں ہو کر ملتے اور ایک دوسرے کے روحانی تجربوں سے مستفید ہوتے تھے۔ ۱۹۶۶ء میں انہوں نے تمام علاقہ جعفر ہار سے صرف تیس مردوں اور عورتوں کو استحکام کے لئے پیش کیا گیا۔

اسی سال پادری احسان اللہ صاحب نے ملتان میں مقدس ہفتہ کی عبادتوں میں وعظ کئے۔ وعظ کیا تھے انہوں نے لوگوں کے دلوں کو ہلادیا۔ ملتان کی کلیسیا کو جو جوڑے دے کر خواہ مخواہ نجات سے یہاں کیا۔ ایک سو دو ہی مقدس ہفتہ کے تھے پھر وعظ پادری احسان اللہ کے اسونے پر شہر کا کام ہوا۔ ان کے دولہا نگیر و عطلوں نے شہر کا جموں کے منظر کو لوگوں کی آنکھوں کے سامنے آئے الفاظ میں پیش کیا کہ وہ بے اختیار ہی کی حالت میں روئے اور اپنے گناہوں کا اقرار کر کے خدا سے مغفرت کے طالب ہونے لگے۔ آپ کی تقریروں کی دھوم مچی گئی اور بعض خود غم آپ کو ملنے کے لئے آئے جن کو آپ نے خداوند بے شوق کی نجات کی خوشخبری سنائی۔ کلیسیا کے شہر کے دھمکے کے کہ وہ کہیں یہ ایسی زندگی بسر کریں گے جو مسیح خداوند کے نام کے لائق ہوگی اور اپنے مشعلین اور ہندو بھائیوں میں نجات دہندہ کا پیغام دیا کریشے۔

اسی سال کے سال میں آپ اپنی رخصت کے ایام میں ٹوبہ ٹیک سنگھ آپ کے لئے حسب سابق باسوں کو انتظام کر گیا اور آپ نے جا بجا شہر میں اور گھر گھر میں تقریریں کیں جن سے بیداری کی لہر دہاں کی کلیسیاؤں میں سرزد

[illegible][illegible][illegible]

۱۰۰

۱۰۱

۱۰۲

۱۰۳

۱۰۴

۱۰۵

۱۰۶

۱۰۷

۱۰۸

۱۰۹

۱۱۰

۱۱۱

۱۱۲

۱۱۳

۱۱۴

۱۱۵

۱۱۶

۱۱۷

۱۱۸

۱۱۹

۱۲۰

۱۲۱

۱۲۲

۱۲۳

۱۲۴

۱۲۵

۱۲۶

۱۲۷

۱۲۸

۱۲۹

۱۳۰

۱۳۱

۱۳۲

۱۳۳

۱۳۴

۱۳۵

۱۳۶

۱۳۷

۱۳۸

۱۳۹

۱۴۰

۱۴۱

۱۴۲

۱۴۳

۱۴۴

۱۴۵

۱۴۶

۱۴۷

۱۴۸

۱۴۹

۱۵۰

۱۵۱

۱۵۲

۱۵۳

۱۵۴

۱۵۵

۱۵۶

۱۵۷

۱۵۸

۱۵۹

۱۶۰

۱۶۱

۱۶۲

۱۶۳

۱۶۴

۱۶۵

۱۶۶

۱۶۷

۱۶۸

۱۶۹

۱۷۰

۱۷۱

۱۷۲

۱۷۳

۱۷۴

۱۷۵

۱۷۶

۱۷۷

۱۷۸

۱۷۹

۱۸۰

۱۸۱

۱۸۲

۱۸۳

۱۸۴

۱۸۵

۱۸۶

۱۸۷

۱۸۸

۱۸۹

۱۹۰

۱۹۱

۱۹۲

۱۹۳

۱۹۴

۱۹۵

۱۹۶

۱۹۷

۱۹۸

۱۹۹

۲۰۰

ان کے لئے خود کو وقف کر کے لکھ دے گا۔ یہ سب کچھ اس لئے ہے کہ
کون سا کام ہے جس سے اس کا کام ہو اور جو کام اس کے لئے ہے۔
خدا کے لئے اس کے لئے ہے۔ اس کے لئے ہے۔ اس کے لئے ہے۔
اس کے لئے ہے۔ اس کے لئے ہے۔ اس کے لئے ہے۔

[illegible]

تیسرا حصہ: انیسویں صدی کے فلسفہ کا جائزہ
BILAND

ALLAN MISCHNER MICHIGAN STATE UNIVERSITY
AND BOSTON

[illegible][illegible]

مجلس شورای اسلامی

استحقاق حاصل کرنے والے امیدواروں کا ہر ٹکڑوں میں جا کر امتحان لیا۔ ۱۹۱۵ء کا سال، الفلوٹسز کا سال تھا۔ جب لوگ دھڑا دھڑا مہار سے تھے، کینین صاحب نامہ ہو کر بیجاؤں کے پاس جاتے۔ ان کے ساتھ دونا کرتے، ان کو خدا کے پاس جانے کے لئے نینا کر سکتے، ان کو عشائے ربانی دیتے اور ان کی بیواؤں اور یتیم بچوں کی پرورش وغیرہ کا انتظام کرتے رہے۔ اس سال اموات اس کثرت سے ہوئیں کہ جب لیشپ ڈسٹ، ٹوبہ آئے تو استحقاق کے ایک سو سے زیادہ امیدواروں میں سے صرف ۱۰۰ پیش ہو سکے۔ باقی امیدوار جن کی اکثریت جوانوں کی تھی الفلوٹسز کا شکار ہو چکے تھے۔ لیشپ صاحب جبران تھے کہ سبھی کی کمزوری کے باوجود کینین صاحب جوانوں کی سی ہمت اور جوش کے ساتھ اپنے کام میں لگے رہتے ہیں۔ ان کا توبہ سال تھا۔

تقصیر نہیں جو میں بے گھر ہو گیا۔ دو گز زمیں کے بدلے بیابان گر گیا۔ وہ خداوند کی خدمت دل و جان سے کرنے کے عادی ہو چکے تھے۔ وہ اپنی طبیعت کی افتاد کے ہاتھوں مجبور تھے۔ اور اس طبیعت کا سا بچہ اتنا بچہ ہو چکا تھا کہ وہ توڑا جا سکتا تھا، لیکن مورانیوں جیسا کہ تھا۔ چنانچہ لیشپ صاحب کینین صاحب کی کینین احسان اللہ صاحب کا کام دیکھ کر خداوندی ہوئی ہے۔ پیرائے سال اور ضعف کے باوجود وہ اپنے کام کو اس تنہی اور جہان شادی سے کرتے ہیں اور اس کو اس خوبی سے سر انجام دیتے ہیں کہ انسان عش عش کرتا رہ جاتا ہے۔

اسی سال فاکو و جانا تھا۔ بنو و تا آپ کی ملاقات کرنے کو ٹوبہ آئے کیونکہ انہوں نے سنا تھا کہ کینین صاحب کی طبیعت ناساز رہتی ہے۔ وہ ان کے ساتھ چند ایک جاگہوں میں گئے اور خدا کا کام دیکھ کر خدا کی برائی کرنے لگے جس نے ان کو اپنی خدمت سے لے بلایا ہے۔ وہ ٹوبہ ٹیک سنگھ کے سائٹ سکول کا کام دیکھ کر بہت خوش

ہوئے جس میں ساٹھ بالغ مسیحیوں کو گوکھی سکھائی جا رہی تھی تاکہ وہ خدا کا کام پڑھ سکیں۔ دونوں قدیم دوست دعا کے بعد ایک دوسرے سے جدا ہوئے اور جاتے جاتے کہہ گئے۔ احسان اپنی بھوت کا خیال رکھو۔ خدا نے جو جسم تم کو دیا ہے اس پر دم کر دو اور اس سے اس کی طاقت سے زیادہ کام نہ لو۔

حق تو یہ ہے کہ کینین احسان اللہ صاحب کی دل کی دھڑکنیں ان کو کہاں کہاں لینے لیتی تھیں۔ وہ خدا کے کام میں بے سند و پائشی خصوصاً سرگرمی اور سرگوشی سے مشغول رہے۔ وہ نہ نہ دمی دیکھتے تھے، نہ گرمی، نہ دن دیکھتے تھے، نہ رات، نہ جسم کی تھکاوٹ کی پرواہ کئے بغیر خداوند کا یہ عاشق کام کرتا گیا اور پرواہ نہ کیا۔ کی شمع کے جو گردہ اہل نالیاں دیکھ کر ساتھ ہی جسم بھی روز بروز زہاں ہونا لگا۔ چچ مشن کے سیکریٹری اس وقت پیاری گف تھے جو ان کو نار و دال سے جانتے تھے۔

۱۹۲۱ء میں انہوں نے کینین صاحب کی شکل سے چالیس میل پر سے کوٹ گڑھ بھیج دیا اور کہا کہ آپ وہاں قیام کریں اور وہاں سے ٹوبہ کے علاقہ کے کام کی نگرانی کریں اور وہاں کے مسٹر ڈیوڈ کو پریسیڈنٹ کے لئے تیار بھی کریں۔ چنانچہ کینین صاحب نے گرمیوں کے مہینے کوٹ گڑھ میں کائے۔ وہاں عبادتوں میں وہ دعا کرتے تھے جن کی اعلیٰ روحانیت دور دور سے لوگوں کو کوٹ گڑھ پہنچاتی تھی۔ جب ساڈھو سندرسنگ نے سنا کہ کینین صاحب کوٹ گڑھ آئے ہوئے ہیں

تو وہ ان سے ملنے گئے اور ان سے پاس ہفتہ روزہ قیام کیا۔ ہم خیال کر سکتے ہیں کہ یہ روزہ مردان خدا جنہوں نے اپنی زندگیوں کو انہوں نے دار خداوند کی انجیل کی خاطر وقف کر دی تھیں، ایک دوسرے کی ملاقات سے کس قدر مخلوط ہوئے ہونگے۔ وہ ایک دوسرے کے ساتھ روحانی لیاقت میں راتوں رات خداوند سے دعا کرتے اور اس کی تعریف و حمد کرتے ہیں۔ گذر دیتے تھے اس ملاقات کے دوران میں ساڈھو جی نے ایک توار کو وہاں وعظ

بھی کیا۔ ان دونوں مقدسوں کی یہ آخری ملاقات تھی۔ اس کے بعد وہ ایک دوسرے سے خدا کی حضوری میں آسمان پر ملانی چھوئے۔

جب کین صاحب کوٹ گڑھ سے اکتوبر میں واپس آئے تو ان کی طبیعت تندرست نہ تھی۔ پیار کی آپ دھوا نے ان کی صحت کو ایک حد تک بحال کر دیا تھا۔ وہ کوسوں چلنے کے عادی تھے اور کوٹ گڑھ میں حسبِ عادت ریلوں پر نکل جاتے۔ پادری جن سنگھ صاحب اور پادری ڈیوڈ صاحب ان کے ہمراہ ہوتے تھے جن سے وہ شگفتہ روی اور خندہ پیشانی سے لطف و محبت کی باتیں کیا کرتے اور ان کو روحانی فیوض اور برکات سے مالا مال کیا کرتے تھے۔ ان کی صحت اور پیار کے قیام نے ان کی خرابی صحت کو بہت حد تک درست کر دیا اور وہ دوبارہ اگر حسبِ سنو اپنے کام میں اپنے خصوصی جوش کے ساتھ مشغول ہو گئے۔

جب ۱۹۲۲ء کا موسم بہار گزر گیا تو کین صاحب کی طبیعت موسمِ گرمیوں میں مضحل ہوئی شروع ہو گئی۔ آپ نے کلیسیوں کے سلسلہ میں لاہور جانا تھا۔ آپ نے وہاں کے ڈاکٹروں سے معائنہ کرایا۔ ڈاکٹروں نے مشن دیا کہ آپ یا تو اپنے کام میں سہل انگاری اختیار کریں اور یا خدمت سے سبکدوش ہو جائیں۔ آپ نے جواب دیا کہ انجیل کی تبلیغ اور کلیسیائی خدمت اور پھر سہل انگاری اور تن آسانی یہ دو باتیں متضاد ہیں۔ مجھے مشن کی خدمت سے سبکدوش ہونا منظور ہے لیکن میں یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ انجیل کی کسی شاندار خدمت میں تن آسانی سے کام کروں۔

میں تن دہی کی ضرورت ہے۔

محبت ایست کہ دل را نمی دهد آرام و اگر نہ کیست کہ آشوبی نمی خواهد؟ احباب نے مشورہ دیا کہ آپ اس گرمیوں کے موسم کو اور دیکھ لیں اور پیار چلے جائیں۔ اس پر بھی آپ کی طبیعت کمزور اور مضحل ہی رہی تو آپ خانہٴ خدمت

ہو جائیں۔ آپ کی عمر پھر ۶۵ سال کی ہو جائیگی۔

اگر کین احسان اللہ صاحب کی رفیقہ معیات ان کے ساتھ ہوتیں اور ان کے کھانے پینے سونے وغیرہ کی دیکھ بھال کرتیں تو جیسا آپ کا بدن تنومند تھا اور آپ کی عاداتِ نظرت کے مطابق تھیں آپ اس عمر میں نہ صرف جوں بہت اور جوں سخت ہوتے بلکہ جوانوں سے بھی بڑھ کر کام کرنے اور پھر بھی جسم پر کوئی بڑا اثر نہ پڑتا۔ لیکن گھر کا آرام ان کے نصیب میں نہ تھا۔ ان کی رفیقہ معیات کو ٹوبہ آنے کے بعد جنون کے شدید دورے ہونے شروع ہو گئے۔ ہر چند انہوں نے علاج کیا لیکن ح مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی آخر ان کی دیوانگی نے نشہ واد صورت اختیار کر لی۔ نبی الاچام ہو کر بادل نا خواستہ انہوں نے اپنی زمانہ کی ظاہر کی کہ ان کی رفیقہ معیات کو میٹل اسپتال میں داخل کیا جائے۔ لیکن صاحب ہی یہ کہہ دیا کہ جب جنون کی نشہ واد صورت میں افادہ ہو ان کو اطلاع دی جائے تاکہ وہ ان کو اپنے ساتھ گھر لے جائیں اور ان کی خدمت خود کریں۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ جب ان کی بیماری میں اصلاح کی ضرورت نظر آئی تو وہ ان کو اپنے ساتھ لے آئے گھر میں اگر ان کی طبیعت سنبھل گئی۔ اندر سب نے خوشی منائی اور خدا کا شکر کیا لیکن یہ حالت دیر پا نہ رہی اور مرض پہلے سے بھی زیادہ دور کے ساتھ خود کو آریاں تک کہ ان کو دوبارہ اگرہ کے میٹل اسپتال میں بھیجا پڑا۔ جہاں وہ کئی سال رہیں۔ پلاس بیماری کا اثر کین صاحب پر یہ ہوا کہ ان کو کوئی گھر کا آرام نہ ملا لیکن انہوں نے کبھی اضطرابِ طبع کا اظہار نہ کیا۔ یہ قلبی اضطراب ہمیشہ دل ہی میں رہا۔ گو ذل اشکبار تھا لیکن انکھیں ہمیشہ خشک ہی رہیں۔ وہ اپنی طبیعت کو ضبط و انقیاد میں لانے کے عادی ہو چکے تھے۔ پس انہوں نے اس صورتِ تنہا کو پورے حیر اور سکون سے برداشت کیا ایسا کہ ان کے وقار کے دامن پر کبھی پریشان خاطر کی یاد نہ دگا۔ وہ پولیس رسول کی طرح کہتے تھے "مکاشفوں کی زیادتی کے باعث میرے پچھلے زمانے کے اندیشہ سے میرے جسم میں کچھ بچتا

